روزنامہ
ٹیلی فون نمبر 047-6213029 FD-10

الفضل

قائمقام ایڈیٹر : فخرالحق شمس

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

ہفتہ 3/اکتوبر 2009ء 13 شوال 1430 ہجری 3 اخاء 1388 ھش جلد 59-94 نمبر 223

قرآن پر غور کرو

حضرت عبیدہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اے اہل قرآن، قرآن پڑھے بغیر نہ سویا کرو اور اس کی تلاوت رات اور دن کو اس انداز میں کرو جیسے اس کی تلاوت کا حق ہے اور اس کو خوش الحانی سے پڑھو اور اس کے مضامین پر غور کیا کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔

﴿الفردوس دیلمی جلد5 صفحہ 298 دارالکتب العلمیہ بیروت۔ 1986ء طبع اول﴾

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

یہ سچ ہے کہ عربی زبان اگر عمدہ طور سے آتی ہو تو وہ قرآن شریف کی خادم ہو گی اور انسان قرآن شریف کے حقائق و معارف خوب سمجھ سکے گا۔ چونکہ قرآن اور احادیث عربی زبان میں ہیں اس لئے اس زبان سے پورے طور پر باخبر ہونا بہت ہی ضروری ہو گیا ہے۔ اگر عربی زبان سے واقفیت نہ ہو تو قرآن شریف اور احادیث کو کیا سمجھے گا؟ ایسی حالت میں تو پتہ ہی نہیں ہو سکتا کہ یہ آیت قرآن شریف میں ہے بھی یا نہیں۔ ایک شخص کسی پادری سے بحث کرتا تھا اس سے کہہ دیا کہ قرآن شریف میں جو آیا ہے **لولاک لما** پادری نے جب کہا کہ نکال کر دکھاؤ تو بہت ہی شرمندہ ہونا پڑا۔

سادہ ترجمہ پڑھ لینے سے اتنا فائدہ نہیں ہوتا۔ ان علوم کا جو قرآن شریف کے خادم ہیں واقف ہونا ضروری ہے۔ اس طرح پر قرآن شریف پڑھایا جاوے اور پھر حدیث اور اس طرح پر ان کو اس سلسلہ کی سچائی سے آگاہ کیا جاوے اور ایسی کتابیں تیار کی جاویں جو اس تقسیم کے ساتھ ان کے لئے مفید ہوں۔ اگر یہ سلسلہ اس طرح پر جاری ہو جاوے تو مَیں سمجھتا ہوں کہ ہمارے مقاصد کا بہت بڑا امر حلہ طے ہو جاوے گا۔

﴿ملفوظات جلد چہارم ص 621﴾

جس شخص نے محبت اور وفا کے تقاضے کے مطابق فرقان حمید اور سیدنا خاتم الانبیاء سے محبت کی تو میں ایسے شخص کے متعلق نہیں سمجھتا کہ وہ عربی زبان سے جاہل ہو گا۔ بلکہ اس کی محبت اسے کمال کے اعلیٰ مراتب تک لے جائے گی اور وہ سخن وری میں ہر شخص سے آگے بڑھ جائے گا۔ اس کی گفتار ایک در تاباں کی طرح ہو جائے گی اور اس کے کلام کو ایک عجیب خوشبو سے معطر کر دے گی اور اس میں ہر طرح کی پاکیزگی پیدا کر دے گی۔ پس اے مخاطب! تو محبت کرنے والوں کی طرح غور و فکر کر۔ اگر محبت نہ ہوتی تو مجھے اس زبان (عربی) کا علم نہ دیا جاتا۔ محبت ہی تھی جس کی وجہ سے مجھے یہ علم حاصل ہوا۔ پس یہ ارحم الراحمین کی طرف سے میری محبت کا ایک نشان ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اس عطا کردہ نعمت پر الحمدللہ اور وہ سب سے بہتر انعام کرنے والا ہے۔

﴿انجام آتھم، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 266 ترجمہ از عربی عبارت﴾

میں یہ بھی اپنی جماعت کو نصیحت کرنی چاہتا ہوں کہ وہ عربی سیکھیں کیونکہ عربی کی تعلیم کے بدوں قرآن کریم کا مزا نہیں آتا۔ پس ترجمہ پڑھنے کے لئے ضروری اور مناسب ہے کہ تھوڑا تھوڑا عربی زبان کو سیکھنے کی کوشش کریں۔ آج کل تو آسان آسان طریق عربی پڑھنے کے نکل آئے ہیں۔ قرآن شریف کا پڑھنا جبکہ ہر............ کا فرض ہے تو کیا اس کے معنے یہ ہیں کہ عربی زبان سیکھنے کی کوشش نہ کی جاوے اور ساری عمر انگریزی اور دوسری زبانوں کے حاصل کرنے میں کھو دی جاوے۔

﴿ملفوظات جلد اول ص 196﴾

شادی کارڈ پر بے جا خرچ نہ کریں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

"شادی کارڈوں پر بھی بے انتہا خرچ کیا جاتا ہے۔ دعوت نامہ تو پاکستان میں ایک روپے میں بھی چھپ جاتا ہے۔ یہاں بھی بالکل معمولی سا پانچ سات پینس (Pens) میں چھپ جاتا ہے۔ تو دعوت نامہ ہی بھیجنا ہے کوئی نمائش تو نہیں کرنی۔ لیکن بلا وجہ مہنگے مہنگے کارڈ چھپوائے جاتے ہیں۔ پوچھو تو کہتے ہیں کہ بڑا سستا چھپا ہے۔ صرف پچاس روپے میں۔ اب یہ صرف پچاس روپے جو ہیں اگر کارڈ پانچ سو کی تعداد میں چھپوائے گئے ہیں تو یہ پاکستان میں پچیس ہزار روپے بنتے ہیں اور پچیس ہزار روپے اگر کسی غریب کو شادی کے موقع پر ملیں تو وہ خوشی اور شکرانے کے جذبات سے مغلوب ہو جاتا ہے۔"

(خطبات مسرور جلد سوم صفحہ نمبر 334)

(مرسلہ: ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ بسلسلہ تعمیل فیصلہ جات شوریٰ 2009ء)

احمدی ٹیچرز ایسوسی ایشن کا قیام

نظارت تعلیم کے زیر انتظام احمدی ٹیچرز ایسوسی ایشن کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔ ایسے احمدی خواتین واحباب جو کسی بھی سرکاری یا HEC سے منظور شدہ تعلیمی ادارہ میں تدریس کے فرائض سرانجام دے رہے ہوں۔ وہ اپنے مندرجہ ذیل کوائف امیر صاحب ضلع یا صدر صاحب جماعت کی تصدیق کے ساتھ جلد از جلد نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ کو بھجوائیں۔

باقی صفحہ 8 پر

سیدنا حضرت مسیح موعود کے بیش قیمت ارشادات کی روشنی میں

عقل اور کلام الٰہی کے ذریعہ طلباء کو سچی معرفت حاصل کرنی چاہئے

مکرم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب امام بیت الفضل لندن

احمدی طلبہ وطالبات کو ہمیشہ اس بات پر غور کرتے رہنا چاہئے کہ تعلیم حاصل کرنے سے ان کا مقصد کیا ہے؟ اگر ڈگریاں حاصل کرنے کے بعد نوکری کا حصول اور مال ودولت کمانا ہے تو پھر ان میں اور دیگر طالب علموں میں کیا فرق ہوا۔ وہ بھی اسی دنیا کے حصول کی خاطر تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ ایک احمدی طالب علم کا ہر فعل تو ایسا ہونا چاہئے جو اپنے اندر ایک بلند امتیازی شان رکھتا ہو۔ جب تک یہ کیفیت نصیب نہ ہو اور جب تک حصول علم کا حقیقی مقصد پوری طرح ذہن میں واضح نہ ہو، کسی احمدی طالب علم کو کبھی مطمئن نہیں ہونا چاہئے۔

حقیقی علم وہی ہے جو انسان کو تقویٰ عطا کرے۔ اللہ تعالیٰ نے صاحب علم کی یہی تعریف فرمائی ہے۔ قرآن مجید میں آتا ہے کہ

حقیقت میں صاحب علم وہی ہے جو اپنے دل میں اللہ تعالیٰ کی خشیت رکھتا ہو اور اس کا دل اللہ تعالیٰ کے تقویٰ سے معمور ہو۔ علم حاصل کرتے وقت ہر طالب علم کی یہی نیت اور یہی مقصد ہونا چاہئے۔ دین کی خدمت، دین کی برتری کا اثبات، اخلاق فاضلہ کا حصول، بنی نوع انسان کی خدمت اور نفس کی اصلاح۔ یہ سب اسی نیک مقصد کی مختلف شاخیں ہیں۔ انہی کو مدنظر رکھتے ہوئے انسان کو علم حاصل کرنا چاہئے اور ہمیشہ دل کی کیفیت ایسی ہونی چاہئے جو قرآن مجید میں اس طرح آئی ہے:۔

''کہ ہمیں کوئی علم نہیں سوائے اس کے جو تو نے ہمیں سکھایا ہے''

یہ اقرار ہمیشہ وردزبان رہے کہ ہر علم اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ ہے میری کوشش محنت یا زور بازو کا نتیجہ نہیں۔ یہ کیفیت دل میں راسخ ہو جائے تو ایک سچا طالب علم اس دعا کو حرز جان بنائے رکھتا ہے:۔

رب زدنی علماً

کہ اے میرے مولیٰ، ہر علم کا منبع تیری ذات ہے پس تو ہی مجھے علم سکھا اور ہمیشہ میرے علم کو بڑھاتا چلا جا۔

اس نوٹ کا مقصد کوئی لمبا مضمون تحریر کرنا نہیں بلکہ اپنے عزیز احمدی طلبہ اور طالبات کی خدمت میں سیدنا حضرت مسیح موعود کے چند قیمتی ارشادات پیش کرنا ہے جو اسی نہایت اہم موضوع سے تعلق رکھتے ہیں جن کا میں نے اپنے الفاظ میں ذکر کیا ہے۔

حضرت مسیح موعود کے ارشادات کی ابتداء اس حوالہ سے کرتا ہوں جس میں آپ نے فرمایا:۔

''میری یہ باتیں اس لئے ہیں کہ تا تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو۔ اور اس تعلق کی وجہ سے میرے اعضاء ہوگئے ہو۔ ان باتوں پر عمل کرو۔ اور عقل اور کلام الٰہی سے کام لو۔ تا کہ سچی معرفت اور یقین کی روشنی تمہارے اندر پیدا ہو اور تم دوسرے لوگوں کو ظلمت سے نور کی طرف لانے کا وسیلہ بنو۔

(ملفوظات جلد اول ص43)

''میں ان (لوگوں) کو غلطی پر جانتا ہوں، جو علوم جدیدہ کی تعلیم کے مخالف ہیں۔ وہ دراصل اپنی غلطی اور کمزوری کو چھپانے کے لئے ایسا کرتے ہیں۔ ان کے ذہن میں یہ بات سمائی ہوئی ہے کہ علوم جدیدہ کی تحقیقات (دین) سے بدظن اور گمراہ کر دیتی ہے۔ اور وہ یہ قرار دیئے بیٹھے ہیں۔ کہ گویا عقل اور سائنس (دین) سے بالکل متضاد چیزیں ہیں۔ چونکہ خود فلسفہ کی کمزوریوں کو ظاہر کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ اس لئے اپنی اس کمزوری کو چھپانے کیلئے یہ بات تراشتے ہیں کہ علوم جدیدہ کا پڑھنا ہی جائز نہیں۔ ان کی روح فلسفہ سے کانپتی ہے اور نئی تحقیقات کے سامنے سجدہ کرتی ہے۔ مگر وہ سچا فلسفہ ان کو نہیں ملا جو الہام الٰہی سے پیدا ہوتا ہے۔ جو قرآن کریم میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے وہ ان کو اور صرف انہیں کو دیا جاتا ہے۔ جو نہایت تذلل اور نیستی سے اپنے تئیں اللہ تعالیٰ کے دروازے پر پھینک دیتے ہیں۔ جن کے دل اور دماغ سے متکبرانہ خیالات کا تعفن نکل جاتا ہے اور جو اپنی کمزوریوں کا اعتراف کرتے ہوئے گڑگڑا کر سچی عبودیت کا اقرار کرتے ہیں''۔

(ملفوظات جلد اول ص48)

یہ بنیادی اصول بیان کرنے اور پوری طرح واضح فرمانے کے بعد آپ نے نصیحت فرمائی کہ علوم جدیدہ ضرور حاصل کرو اور خوب حاصل کرو لیکن ان علوم کو ہمیشہ دین کے تابع کرنا چاہئے۔ آپ نے فرمایا:۔

پس ضرورت ہے کہ آج کل دین کی خدمت اور اعلائے کلمۃ اللہ کی غرض سے علوم جدیدہ حاصل کرو اور بڑے جدوجہد سے حاصل کرو۔ لیکن مجھے یہ بھی تجربہ ہے جو بطور انتباہ میں بیان کر دینا چاہتا ہوں کہ جو لوگ ان علوم ہی میں یکطرفہ پڑ گئے اور ایسے محو اور منہمک ہوئے کہ کسی اہل دل اور اہل ذکر کے پاس بیٹھنے کا ان کو موقعہ نہ ملا۔ اور وہ خود اپنے اندر الٰہی نور نہ رکھتے تھے وہ عموماً ٹھوکر کھا گئے اور (دین) سے دور جا پڑے۔ اور بجائے اس کے کہ ان علوم کو (دین) کے تابع کرتے۔ الٹا (دین) کو علوم کے ماتحت کرنے کی بے سود کوشش کر کے اپنے زعم میں دینی اور قومی خدمات کے متکفل بن گئے۔ مگر یاد رکھو کہ یہ کام وہی کر سکتا ہے۔ یعنی دینی خدمت وہی بجا لا سکتا ہے جو آسمانی روشنی اپنے اندر رکھتا ہو''۔ (ملفوظات جلد اول ص43)

نہایت پرحکمت انداز میں آپ فرماتے ہیں:۔

بات یہ ہے کہ ان علوم کی تعلیمیں پادریت اور فلسفیت کے رنگ میں دی جاتی ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان تعلیمات کا دلدادہ چند روز تو حسن ظن کی وجہ سے جو اس کو فطرتاً حاصل ہوتا ہے۔ رسوم (دین) کا پابند رہتا ہے۔ لیکن جوں جوں ادھر قدم بڑھاتا چلا جاتا ہے۔ (دین) کو دور چھوڑتا جاتا ہے۔ اور آخر ان رسوم کی پابندی سے بالکل ہی رہ جاتا ہے اور حقیقت سے کچھ تعلق نہیں رہتا۔ یہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے اور ہوا ہے یکطرفہ علوم کی تحقیقات اور تعلیم میں منہمک ہونے کا۔ بہت سے لوگ قومی لیڈر کہلا کر بھی اس رمز کو نہیں سمجھ سکے۔ کہ علوم جدیدہ کی تحصیل جب ہی مفید ہو سکتی ہے۔ جب محض دینی خدمت کی نیت سے ہو۔ اور کسی اہل دل آسمانی عقل اپنے اندر رکھنے والے مرد خدا کی صحبت سے فائدہ اٹھایا جائے'' (ملفوظات جلد اول ص44)

دنیا میں انسان کو مختلف قسم کی کامیابیاں نصیب ہوتی ہیں اور ہر کامیابی کے موقع پر خوشی منائی جاتی ہے۔ بعض لوگ صحیح طور پر خوشی مناتے ہیں اور بعض غلط انداز میں۔ اس سلسلہ میں یاد رکھنا چاہئے کہ دنیا کی بعض کامیابیاں اور ان پر منائی جانے والی خوشیاں انسان کیلئے بسا اوقات ابتلاء کا موجب بھی بن جاتی ہیں۔ لیکن خدا کے نیک بندے جو کامیابی کے حقیقی فلسفہ سے اور خوشی کے صحیح طریق سے آگاہ ہوتے ہیں ان کے لئے یقینی طور پر ہر کامیابی خدا شناسی کا موقع مہیا کرتی ہے۔ یہ بات خاص طور پر ہمارے طلبہ اور طالبات کو یاد رکھنی چاہئے۔ ہماری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب کو نمایاں کامیابیوں سے نوازے اور خوشیاں صحیح طریق پر منانے کی توفیق دے۔

اس سلسلہ میں حضرت مسیح موعود نے کیسی عمدہ اور پرمعارف نصیحت فرمائی ہے جو ہر وقت یاد رکھنے کے لائق ہے خصوصاً طالبان علم کو اپنی کامیابیوں کے موقع پر۔ آپ نے فرمایا:۔

''ان دنیوی اور عارضی کامیابیوں پر اس قدر خوش مت ہو۔ کہ حقیقی کامیابی سے دور چلے جاؤ۔ بلکہ ان کامیابیوں کو خدا شناسی کا ایک ذریعہ قرار دو۔ اپنی ہمت اور کوشش پر نازمت کرو اور مت سمجھو کہ یہ کامیابی ہماری کسی قابلیت اور محنت کا نتیجہ ہے۔ بلکہ یہ سوچو کہ اس رحیم خدا نے جو کبھی کسی کی سچی محنت کو ضائع نہیں کرتا۔ ہماری محنت کو بارور کیا۔ ورنہ کیا تم نہیں دیکھتے کہ صدہا طالب علم آئے دن امتحانوں میں فیل ہوتے ہیں۔ کیا وہ سب کے سب محنت نہ کرنے والے اور بالکل غبی اور بلید ہی ہوتے ہیں؟ نہیں بلکہ بعض ایسے ذکی اور ہوشیار ہوتے ہیں کہ پاس ہونے والوں میں سے اکثر کے مقابلہ میں ہوشیار ہوتے ہیں۔ اس لئے واجب اور ضروری ہے کہ ہر کامیابی پر مومن خدا تعالیٰ کے حضور سجدات شکر بجا لائے۔ کہ اس نے محنت کو اکارت تو نہیں جانے دیا۔ اس شکر کا نتیجہ یہ ہوگا کہ خدا تعالیٰ سے محبت بڑھے گی اور ایمان میں ترقی ہوگی اور نہ صرف یہی بلکہ اور بھی کامیابیاں ملیں گی۔ کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم میری نعمتوں کا شکر کرو گے تو البتہ میں نعمتوں کو زیادہ کروں گا۔ اور اگر کفران نعمت کرو گے۔ تو یاد رکھو۔ عذاب سخت میں گرفتار ہو گئے۔ (ملفوظات جلد اول ص 98)

ایک مومن اور غیر مومن میں کیا فرق ہے اور مومن کو کامیابی نصیب ہونے پر کیا نمونہ دکھانا چاہئے۔ اس بارہ میں حضرت مسیح موعود کا ارشاد ہے:۔

''اس اصول کو ہمیشہ مدنظر رکھو۔ مومن کا کام یہ ہے کہ وہ کسی کامیابی پر جو اسے دی جاتی ہے۔ شرمندہ ہوتا ہے اور خدا کی حمد کرتا ہے کہ اس نے اپنا فضل کیا اور اس طرح پر وہ قدم آگے رکھتا ہے اور ہر ابتلا میں ثابت قدم رہ کر ایمان پاتا ہے۔ بظاہر ایک ہندو اور مومن کی کامیابی ایک رنگ میں مشابہ ہوتی ہے ...... مگر مومن خدا کی طرف رجوع کر کے خدا سے ایک نیا تعارف پیدا کرتا ہے اور اس طرح پر ہر ایک کامیابی کے بعد اس کا خدا سے ایک نیا معاملہ شروع ہو جاتا ہے۔ اور اس میں تبدیلی ہونے لگتی ہے۔

(ملفوظات جلد اول ص98)

اس ساری نصیحت کا خلاصہ اور نچوڑ ان الفاظ میں بیان فرمایا:۔

اگر اس پر ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ سے کام پڑنا ہے۔ تو تقویٰ کا طریق اختیار کرو۔ مبارک وہ ہے جو کامیابی اور خوشی کے وقت تقویٰ اختیار کر لے۔ اور بدقسمت وہ ہے جو ٹھوکر کھا کر اس کی طرف نہ جھکے۔

(ملفوظات جلد اول ص99)

اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم سب اور بالخصوص ہمارے عزیز طلبہ اور طالبات ان نصائح کو اپنے دلوں میں جگہ دیں اور ان کے مطابق عمل کی توفیق پائیں۔ آمین۔

پبلشر و پرنٹر طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ مطبع: ضیاء الاسلام پریس مقام اشاعت دار النصر غربی چناب نگر (ربوہ) قیمت 5 روپے

مکرم ڈاکٹر مرزا سلطان احمد صاحب

چراغ الدین جمونی کی آخری تحریر

جب کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے مامور کی مخالفت کرتا تو یہ چیز بھی اللہ تعالیٰ کے غضب کو بھڑکاتی ہے لیکن اگر ایک مامور من اللہ کی موجودگی میں کوئی اپنا مخالفانہ دعویٰ پیش کرے اور کسی بھی رنگ میں یہ جھوٹ بولے کہ مجھے بھی اللہ تعالیٰ نے مامور بنا کر بھیجا ہے اور اپنے آپ کو ان پیشگوئیوں کا مصداق ظاہر کرے جو کہ مامورِ وقت کے بارے میں تھی اور اس کے ساتھ وہ اللہ تعالیٰ کے سچے فرستادے کی تکذیب کرے اور اپنی طرف سے ایسی دعائیں مشتہر کرے کہ خدا خود جھوٹے کو نابود کرے تو اللہ تعالیٰ کی حکمت یہی تقاضہ کرتی ہے کہ اس کو واضح طور پر عبرت کا نشان بنائے تا کہ اس کا یہ جھوٹ عام لوگوں کی گمراہی کا باعث نہ ہو اور مذاہب کی تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ اگر ایک ایسا کذاب مباہلہ کی رنگ اپنی کوئی دعا ظاہر کر دے جس میں اس نے اپنی سچائی اور مامور من اللہ کی تکذیب کا اعلان کیا ہو تو اللہ تعالیٰ کی گرفت بڑی تیز ظاہر ہوتی۔ احمدیت کی تاریخ میں ایک ایسا ہی واقعہ چراغ الدین جمونی کی موت ہے۔

چراغ الدین جمونی پہلے حضرت مسیح موعود کی بیعت میں داخل تھا مگر اسے کبار رفقاء کی طرح طویل عرصہ آپ کی صحبت سے فیضیاب ہونے کا کبھی موقع نہیں ملا تھا۔ اسے اس بات کا دعویٰ بہت تھا کہ مجھے خواب بہت آتے ہیں اور اسے اپنے خواب مشتہر کرنے کا شوق بھی تھا۔ جب وہ حضرت مسیح موعود کی بیعت میں تھا تو آپ کی تائید میں اپنے بہت سے خوابوں کی تشہیر کرتا تھا گو کہ اس وقت بھی اس تشہیر میں اس کی خود پسندی جھلکتی تھی اور اسے اپنی تحریروں میں انجیل کے اور دوسرے حوالے بھی جابجا درج کرنے کا شوق تھا اور ایسی جگہوں میں علمی بحث کی بجائے علمی نمائش نظر آتی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ وہ خدا تعالیٰ کو گواہ قرار دے کر حضرت مسیح موعود کی تصدیق کرتا تھا۔ پھر 1902ء کے شروع میں ہی اس نے اس قسم کی تحریروں کی تشہیر شروع کر دی کہ وہ مینارہ جس پر نزول مسیح ہونا تھا وہ میرے ہاتھوں سے تیار کیا جائے گا اور جن دو ناصروں کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر آنے والے مامور نے اترنا تھا ان میں سے ایک مامور میں ہوں اور اس کے علاوہ اپنی ایسی خوابوں کی تشہیر شروع کر دی کہ مجھے اب ایک اعلیٰ اور ارفع مقام ملنے والا ہے اور ساتھ کے ساتھ اس بات کا اقرار بھی کرتا تھا کہ میں ابھی تک اپنے اندر ایسی علمی اور مالی استعداد نہیں دیکھتا کہ اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود کا صحیح معنوں میں ناصر قرار دے سکوں اور پھر اس نے یہ بھی دعویٰ کیا کہ میں حضرت مسیح کے جلالی نزول کا رسول ہوں اور اب تک جمالی نزول تھا اور کشفی حالت میں خدا نے حضرت مسیح کے جلالی نزول کی منادی کرنے اور قوموں کو اس کی بادشاہت میں شامل ہونے کی خوش خبری دینے کے لئے مامور کیا ہے۔ غرض اس کی خوابوں اور نام نہاد کشوف کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ تھا جس کی وہ تشہیر کرتا تھا۔

(روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 418 تا 429)

بہرحال اس کی تحریروں میں جو نامناسب ظاہر ہوئیں ان میں سے ایک بات یہ بھی تھی کہ اس کی تحریروں میں عیسائیت کے بارے میں مداہنت کا رنگ پایا جاتا تھا اور یہ ذکر پایا جاتا تھا کہ وہ اپنے آپ کو اس مقام پر مامور سمجھتا ہے کہ عیسائیوں اور مسلمانوں میں صلح کرائے۔ بہرحال ان نامناسب باتوں کی وجہ سے حضرت مسیح موعود نے 3/اپریل 1906ء میں اس کے بارے میں ایک اشتہار شائع فرمایا۔ اس میں آپ نے تحریر فرمایا۔

''ہمارا آنا صرف دو فرشتوں کے ساتھ نہیں بلکہ ہزاروں فرشتوں کے ساتھ ہے اور خدا کے نزدیک وہ لوگ قابلِ تعریف ہیں جو سالہائے دراز سے میری نصرت میں مشغول ہیں اور میرے نزدیک اور میرے خدا کے نزدیک ان کی نصرت ثابت ہو چکی ہے۔ مگر چراغدین نے کون سی نصرت کی اس کا تو وجود اور عدم برابر ہے۔ قریباً تیس سال سے یہ سلسلہ جاری ہے مگر اس نے تو صرف چند ماہ سے پیدائش لی ہے اور میں اس کی شکل بھی اچھی طرح شناخت نہیں کر سکتا کہ وہ کون ہے......

میں تو جانتا ہوں کہ وہ ان تمام کوچوں سے محروم ہے اور نفسِ امارہ کی غلطی نے اس کو خودستائی پر آمادہ کیا ہے پس آج کی تاریخ سے وہ ہماری جماعت سے منقطع ہے جب تک مفصل طور پر اپنا توبہ نامہ شائع نہ کرے اور اس ناپاک رسالت کے دعوے سے ہمیشہ کے لئے مستعفی نہ ہو جائے۔''

(روحانی خزائن جلد 18 ص 239 تا 242)

چراغ الدین جمونی کے انجام کے بارے میں حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

رات کو عین خسوفِ قمر کے وقت میں چراغدین کی نسبت مجھے یہ الہام ہوا انی اذیب من یریب میں فنا کر دوں گا۔ میں غارت کروں گا۔ میں غضب نازل کروں گا۔ اگر اس نے شک کیا اور اس پر ایمان نہ لایا اور رسالت اور مامور ہونے کے دعوے سے توبہ نہ کی اور خدا کے انصار جو سالہائے دراز سے خدمت اور نصرت میں مشغول اور دن رات صحبت میں رہتے ہیں۔ ان سے عفو تقصیر نہ کرائی۔

(روحانی خزائن جلد 18 ص 243)

اس الہام سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ انجام کار چراغ الدین جمونی اپنی شامتِ اعمال کے باعث اللہ تعالیٰ کی گرفت میں آ کر عبرت کا نشان بن جائے گا۔

حضرت مسیح موعود کے اس اعلان کے بعد چراغ الدین جمونی کا یہ اندرونہ ظاہر ہوا کہ اس نے برملا حضرت مسیح موعود کی مخالفت شروع کی اور پادریوں کے ساتھ ایک قسم کی مداہنت اور ہمدردی کا اظہار شروع کر دیا۔ ایک عرصہ تک تو وہ حضرت مسیح موعود کی دعاوی کی حمایت میں اپنے رؤیا و کشوف بھی شائع کرتا رہا تھا لیکن اب اس نے اپنی کتاب منارۃ المسیح میں حضرت مسیح موعود کے بارے میں گستاخانہ رویہ اختیار کیا۔ اس نے اسی پر بس نہیں کی بلکہ ایک اور کتاب اعجازِ محمدی لکھنی شروع کی۔ اس کی بے باکی اس حد تک بڑھی کہ اس نے اپنی تحریروں میں حضرت مسیح موعود کو دجال قرار دیا اور مؤخر الذکر کتاب میں اس نے حضرت مسیح موعود کے دعاوی درج کر کے ان کا انکار کیا اور اپنے دعاوی درج کر کے خدا تعالیٰ کے حضور یہ دعا کی کہ اب تو آسمان سے نظر فرما اور اپنے دین اور اپنے مقدس کی عزت بچا اور ان کی نصرت کے لئے اپنی قدرت کا ہاتھ ظاہر کر اور اس فتنہ کو دنیا سے اٹھا لے اور خدا کو مخاطب کر کے لکھا کہ تیری مرضی جیسے آسمان پر ہے زمین پر بھی ظاہر ہو۔ یہ دعا واضح طور پر مباہلہ کی طرز پر تھی۔ اس نے اپنے سلسلہ کو خدا کی طرف سے قائم کردہ بھی بیان کیا تھا، اس لئے ایسے مواقع پر خدا کی طرف سے فیصلہ ظاہر ہوتا ہے کہ حق پر کون ہے اور باطل پر کون ہے؟

اس نے یہ کتاب مکمل کر کے پرتاب پریس میں چھپنے کے لئے دے دی۔ اس پریس کے مالک منشی محمد ناظم صاحب چراغ الدین جمونی کے دوست تھے۔ کتاب شائع ہونا شروع ہو گئی اور ابھی آدھی کی قریب کاپیاں شائع ہوئی تھیں جنہیں شائع شدہ حالت میں چراغ الدین جمونی نے دیکھ بھی لیا تھا کہ خدا کی گرفت نے چراغ الدین جمونی کو دبوچ لیا اور 4/اپریل 1906ء کو طاعون کا شکار ہو گیا اور اس کے دو بیٹے اس سے پہلے طاعون سے مر گئے۔

ایک دنیا کے نزدیک یہ نشان پوری شان سے ظاہر نہ ہوتا کیونکہ ابھی اس کی کتاب جس میں یہ دعا بھی درج تھی پریس سے باہر نہیں آئی تھی۔ لیکن ایک تو حضرت مسیح موعود نے اس کی ہاتھ کی لکھی ہوئی تحریر کی تصویر حاصل کر کے اسے اپنے تصنیف حقیقۃ الوحی میں شائع فرما دیا اور دوسرے خود چراغ الدین جمونی کے دوست منشی محمد ناظم صاحب نے اس کی موت کے بعد اس کتاب کو اس کی خواہش کے مطابق اپنے پریس سے شائع کر دیا۔ اس کتاب کی سات سو کاپیاں شائع کی گئی تھیں اور چونکہ یہ اشاعت اس نشان کے ظہور کی گواہ بھی تھی اس لئے حضرت مسیح موعود کے حکم کے مطابق اس کے بہت نسخے خرید کر قادیان منگوائے گئے تھے۔ (روحانی خزائن جلد 22 ص 433)

ظاہر ہے کہ اس کتاب کا پھر کوئی ایڈیشن شائع نہیں ہوا۔ اس کی وجہ یہ کتاب تقریباً ایک صدی سے نایاب تھی۔ اب خوش قسمتی سے اس کی ایک کاپی قادیان سے دستیاب ہو گئی ہے اور اس کے بہت سے حصے قابل توجہ ہیں۔ لیکن ان کو پڑھتے وقت یہ بات مدنظر رہنی چاہئے کہ اس تحریر کو پرانی طرز کی اردو میں لکھا گیا ہے۔ اور بہت سے ہجے اب کی اردو سے قدرے مختلف ہیں اور اس تحریر میں ں کو ن لکھا گیا ہے۔

چراغ الدین جمونی کی کتاب 'اعجازِ محمدی' کے سرورق کے اندر والے صفحہ پر چراغ الدین جمونی کے دوست اور پرتاب پریس کی پروپرائیٹر اور مینیجر محمد ناظم صاحب کی طرف سے یہ تحریر شائع کی گئی تھی۔

التماس

میرے مکرم دوست شیخ محمد چراغ الدین مرحوم مصنف 'منارۃ المسیح' نے یہ رسالہ جناب مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ مسیحیت و مہدویت کے ابطال کے بارے میں لکھا ہے میں اسبارہ خاص میں اپنی کوئی رائے ظاہر کرنا نہیں چاہتا۔ ناظرین رسالہ ہذا ملاحظہ کر کے خود نتیجہ نکالیں۔ چونکہ مصنف مرحوم کی اس کے چھاپنے کی دلی خواہش تھی کہ موت نے اُنھین آدبایا اور راہی ملکِ عدم ہوئے میں نے محض مصنف کی خواہش پورا کرنے کی غرض سے اس کی اشاعت کر دی ہے۔

بندہ محمد ناظم پروپرائیٹر و مینیجر پرتاب پریس جمون

نوٹ۔ مصنف مرحوم نے اپنی زندگی مین اسکی تمام کاپیاں لکھوائی تھیں اور نصف کے قریب ملاحظہ بھی کر لی تھیں باقی کاپیان اس کی سید حامد شاہ صاحب مدرس ہائی نے ملاحظہ کی ہیں۔

اس کے کتاب کے آغاز میں چراغ الدین جمونی نے حضرت مسیح موعود کی تصنیف الوصیت کا ذکر کر کے لکھا ہے کہ اس کو پڑھ کر میرے دل میں غیبی تحریک پیدا ہوئی ہے کہ اس کا جواب لکھا جائے اور اس نے یہ دعویٰ کیا کہ مجھ پر ایک بڑا خزانہ کھولا جائے گا۔ پھر اس نے گستاخی کرتے ہوئے اس کتاب کے صفحہ نمبر 4 پر لکھا کہ علماء نے پہلے ہی فتویٰ دے دیا ہے کہ یہ شخص ان تیس دجالوں میں سے ایک ہے جن کی پیشگوئی کی گئی تھی اور حضرت مسیح موعود کی تکذیب کے بعد اس نے اپنے عجیب دعاوی پیش کئے اور اس کی اس تحریر سے ظاہر ہوتا تھا کہ اپنے ان خیالات کی تشہیر میں وہ اکیلا نہیں تھا بلکہ دمشق میں رہنے والا ایک گروہ بھی اس قسم کے خیالات کی تشہیر کر رہا تھا اور اپنی اس کتاب میں چراغ الدین جمونی لکھتا ہے۔

رہا یہ سوال کہ مطابق حدیثِ مسلم ابنِ مریم کا نزول تو دو فرشتوں کے ساتھ دمشق کے یک شرقی مینارہ پر مذکور ہے تو اس صورت میں یہ معنوی نزول اس کا مصداق کیونکر ہو سکتا ہے۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ منارہ کے لغوی معانی محل روشنی ہے اور اس روشنی سے

مقصود صداقت اسلام کی وہ روشنی ہے جو مخالفان اسلام خصوصاً نصاری پر حقانیتِ اسلام ثابت کرنے کے لئے مفید اور مؤثر ہو پس جس شخص نے مسیحیوں کے مقابل سب سے پہلے اس روشنی کو ظاہر کیا وہ دمشق کا رہنے والا ہے۔ اور اس کا نام خریط فورس جبارۃ الدمشق ہے۔ جس نے زمانہ حال 1895ء میں بہت سی کتابیں موسومہ خلاصۃ الادیان اور وفاق الادیان بین تورات والانجیل والقرآن اور شہادت الحق نامی عربی زبان مین تصنیف کر کے شائع کی ہیں اور اس کے ساتھ صداقت اسلام کی ایک دوسری روشنی سے مصداق ہماری کتاب منارۃ المسیح ہے جو اس ملک ہند میں جو دمشق سے خاص شرقی جانب ہے شائع ہوئی۔

پھر اس کتاب میں چراغ الدین جمونی جماعتِ احمدیہ کو مخاطب کر کے یہ پیشگوئی کرتا ہے

لہٰذا میں تمہیں بشارت دیتا ہون کہ وہ قدرت جسکا آنا مرزا صاحب کے مقابل ضروری تھا۔ آچکی۔ اب تم اس کی اطاعت کے لئے تیار ہو جاؤ اور اسکو صدق دل سے قبول کرو تا کہ مرزا صاحب اس حسرت کو کہ ان کی زندگی میں یہ حادثہ جس کی بابت الوصیت کے صفحات 14، 15 میں خبر دی گئی ہے ظاہر نہ ہوا اور ان کی آنکھوں نے عظیم انقلاب کا مشاہدہ اپنے ساتھ اپنی بہشتی قبر مین جسکی مٹی بقول مرزا صاحب چاندی کی طرح چمکیلی ہے نہ لے جائیں۔ کیونکہ اس احقر کو خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ علم دیا گیا ہے کہ اس سلسلہ کا ظہور مرزائی دنیا کے لئے ایک سخت حادثہ اور شدید زلزلہ ہے جس سے ان کی اعتقادی بنیادیں ہل جائیں گی اور مریدوں کے دلوں سے مرزا صاحب کی نبوت اور مسیحیت کی بنی بنائی عمارتیں گر جائیں گی اور وہ یہی عظیم انقلاب ہے جس میں جماعتِ احمدی کے دل یقیناً لرزائے جائیں گے اور مرزا صاحب کی عقیدت کو تہ وبالا کر دیں گے۔' (ص 25)

پھر اس کتاب کے صفحہ 35 سے 41 پر اس نے اپنی دعا درج کی ہے۔ اس حصہ کا عکس خود چراغ الدین جمونی کی تحریر میں حضرت مسیح موعود نے حاصل کر کے اپنی تصنیف 'حقیقۃ الوحی' میں شائع فرمایا ہے۔ اس میں چراغ الدین نے حضرت مسیح موعود کے دعاوی اور اپنے دعاوی درج کر کے یہ دعا درج کی ہے

......اپنے مقدسوں کی عزت بچا اور ان کی نصرت کے لئے اپنی خدمت کا ہاتھ ظاہر کر اور اس فتنہ کو دنیا پر سے اُٹھا......

احمدیت کے بارے میں چراغ الدین جمونی کی پیشگوئیوں کا کیا حشر ہوا اس پر کسی تبصرہ کی ضرورت نہیں۔ البتہ اس نے خدا تعالیٰ کے حضور مباہلہ کی طرز پر جو دعا کی تھی کہ خدا فتنہ کو دنیا سے اُٹھا لے تو وہ اسی مباہلہ کا شکار ہو گیا اور کتاب کی اشاعت کے دوران پہلے اس کے دونوں بیٹے اور پھر وہ خود طاعون کا شکار ہو گیا اور اس کی موت کے بعد اس کے دوستوں نے اس کی اس کتاب کی اشاعت کی۔

جیسا کہ پہلے ذکر آچکا ہے کہ عیسائیت کے بارے میں چراغ الدین جمونی کا رویہ مداہنت پر مبنی تھا۔ اس کتاب کے آخر میں اس بات کا ذکر بڑے فخر سے کیا گیا ہے کہ ایک پادری نے اپنی کتاب میں، چراغ الدین جمونی کی کتاب 'مینارۃ المسیح' کی تعریف کی ہے۔ چنانچہ اس کتاب کے صفحہ 43 پر لکھا ہے۔

مسیحی دنیا تو اگرچہ بعض دنیوی تعلقات کی وجہ سے اعلانیہ اس صداقت کا اقرار نہیں کرتی۔ لیکن تو بھی ان کے دل اس کی عظمت سے خالی نہین۔ جسکا ثبوت ان کی حرکات سکنات سے ظاہر ہو رہا ہے کہ وہ باوجود ہمارے مطالبہ کے اس کا جواب نہیں دیتے۔ بلکہ بعض اصحاب جو اپنے تئیں کئی ایک رواجی پابندیون سے آزاد خیال فرما رہے ہیں۔ اس پر اعلانیہ گواہی دینے کی جرات کر لیتے ہیں۔ جن کی نظیر ہمارے مہربان جناب مسٹر اکبر مسیح صاحب ہیں۔ جو علم اور تہذیب کی وجہ سے مسیحی دنیا میں ایک زندہ نمونہ ہیں۔ اور اس فضیلت میں ان کے نقش قدم پر چلنا اکثر علماء نصارا اپنا فخر سمجھتے ہین۔ اپنی کتاب تاویل القرآن میں جو حال ہی مین شائع کی گئی ہے ہماری کتاب منارۃ المسیح پر ریویو کرتے ہوئے اس کی بابت اپنا خیال ظاہر فرماتے ہیں۔ کما قولہ

''شکر کی بات ہے کہ لوگوں کے ذہن منور ہو چلے اور مسلمان اور نصارا پھر آپس میں مصافحہ کرنے کو تیار نظر آتے ہیں۔ مسلمان اگر ایسا کریں۔ تو وہ اپنے ایمان کو از سرِ نو زندہ کرتے ہیں اور اپنی عاقبت سدھارتے ہیں اور اس کی وجہ سے قرآن فہمی میں ان کی بہت سی مشکلات حل ہو جائینگی۔ جو بغیر اس ایمان کے حل نہیں ہوسکتیں اور عیسائی اگر ایسا کریں۔ تو یہ ان کی حق پرستی ہے۔ وہ گویا اپنی پرانی دوستی کو تازہ کرتے اور اپنی تصدیق کرنے والی اور اپنی مداح کے ساتھ خوش خلقی کا سلوک کر کے تواضع کی راہ پر قدم مارتے ہی'' تاویل القرآن ص 11۔

پادری اکبر مسیح کی اس تحریر پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے چراغ الدین جمونی یہ بھی نہ دیکھ سکا کہ اکبر مسیح کی اس تحریر میں واضح طور پر عیسائیت کی نام نہاد فتح پر فخر کا اظہار کیا گیا ہے۔ لیکن چراغ الدین جمونی اس بری طرح عیسائیت کے آگے جھکے ہوئے تھے کہ وہ اس جوش اناجیل کو صحیح قرار دے بیٹھے اور ان کے محرف ومبدل ہونے سے بھی انکار کر دیا۔ چنانچہ اس کتاب کے صفحہ 46 پر لکھا ہے

'صرف فرق تو یہ ہے کہ مسلمان ان موجودہ اناجیل کو اصلی انجیل نہیں مانتے تو اس کا جواب ہماری طرف سے یہ ہوگا جب یہ اناجیلِ مروجہ مسلمانوں کے خیال کے مطابق اصلی نہیں۔ یا محرف متبدل ہین تو حقانیتِ اسلام کی وہ صداقتیں جو ہم اپنی کتابوں میں انجیل ہی سے نصارا کے سامنے پیش کرتے ہیں کہاں سے آئیں......پس بھائیو ذرا انصاف سے کام لو اور

باقی صفحہ 6 پر

مکرم شیخ ناصر احمد خالد صاحب

میرے بھائی جان مکرم شیخ نصیر الدین احمد صاحب

آج میں اپنے تایا جان، ڈاکٹر کیپٹن حافظ بدرالدین احمد صاحب مرحوم (1961ء۔1898ء) ایم۔ بی۔ بی۔ ایس (کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور) آنریری مربی نارتھ برٹش بورنیو حال ملائشیا و فلپائن کے بڑے بیٹے مکرم شیخ نصیر الدین احمد صاحب بی۔ ایس۔ سی۔، ایم۔ اے۔، بی ٹی کے بارے میں کچھ باتیں تحریر کروں گا۔

ڈاکٹر صاحب کے بارے میں حضرت مولانا شیر علی صاحب فرماتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے تفسیر قرآن کریم انگریزی کی Introduction میں تحریر فرمایا ہے۔ کہ قرآن شریف کی طرز عبارت ایسی ہے۔ کہ اس کو آسانی سے یاد کیا جا سکتا ہے اور اپنی جماعت کے تین افراد کی مثالیں تحریر فرمائی ہیں۔ جنہوں نے بڑی عمر میں تھوڑے عرصہ میں قرآن شریف کو یاد کیا۔ ان میں سے ایک مثال چودھری محمد ظفر اللہ خان صاحب کے والد مرحوم (حضرت چوہدری محمد نصر اللہ خان صاحب۔ ناقل) کی ہے۔ دوسری صوفی غلام محمد صاحب کی اور تیسری ڈاکٹر بدرالدین صاحب کی ہے۔

(بحوالہ اخبار الفضل 3 دسمبر 1947ء)

بھائی جان نصیر تقسیم ملک کے بعد ربوہ کے ابتدائی مربیان میں شامل تھے۔ جو جامعہ احمدیہ ربوہ میں سے شاہد کی ڈگری لینے کے بعد نائیجیریا دین حق کی ترویج و اشاعت کے لئے گئے۔ اس وقت جماعت کی مالی حالت اتنی اچھی نہ تھی۔ مربیان سلسلہ کے قلیل الاؤنس میں انہیں ربوہ میں مقیم اپنی فیملی کی کفالت کرنا ہوتی تھی۔ اخراجات زیادہ تھے اور بچے بھی چھوٹی عمر میں زیر تعلیم ہوتے۔ فقر وفاقہ کی زندگی گزارنا پڑتی تھی۔ بھائی جان نصیر ایک دفعہ رخصت پر نائیجیریا سے ربوہ آنے لگے۔ تو وہاں پر مقیم ایک احمدی دوست نے انہیں اپنے بچوں کے لئے کچھ پارچات اور تحائف لے کر جانے کے لئے کہا۔ بھائی جان نے جواب دیا۔ کہ ''میرے بکسوں میں جگہ تو بہت ہے۔ مگر میں یہ آپ کے تحائف لے کر جانے سے معذرت خواہ ہوں۔ وجہ یہ ہے کہ ربوہ میں میری بھی بچیاں ہیں۔ میں ان کے لئے ایک دوپٹہ بھی لے کر نہیں جا رہا۔ کیونکہ میں اپنے قلیل الاؤنس میں سے افورڈ نہیں کر سکتا۔ جب وہ آپ کے تحفے میرے بکسوں میں دیکھیں گی۔ تو انہیں بہت دکھ ہوگا۔ کہ ہمارے ابا اتنے سالوں کے بعد افریقہ سے رخصت پر گھر آئے ہیں اور ہمارے لئے تو کچھ نہ لا سکے۔ لیکن ہمسائے کی بچیوں کے لئے تحفے لے کر آئے ہیں۔ اس لئے میں آپ کی چیزیں نہیں لے جا سکتا۔''

ان کے والد صاحب ڈاکٹر بدرالدین احمد صاحب نے اپنی عمر کا تقریباً تمام حصہ سروس کے سلسلہ میں دوسرے ملکوں میں گزارا۔ مالی حالت بہت اچھی تھی اور آسودگی سے زندگی گزار رہے تھے۔ جب انہوں نے دل کی علالت کی وجہ سے جیسلٹن (نارتھ برٹش بورنیو حال ملائشیا) سے ربوہ آکر 1961ء میں 63 سال کی عمر میں وفات پائی اور بہشتی مقبرہ میں مدفون ہوئے۔ وفات کے وقت انہوں نے کوٹھی کے علاوہ اچھا خاصا بنک بیلنس بھی چھوڑا تھا۔ جو کہ اس وقت کے لحاظ سے بہت بڑی رقم تھی۔ مطلب یہ کہ بھائی جان ایک خوشحال، آسودہ فیملی کے ممبر تھے۔ مگر انہوں نے ہمیشہ وقف کی سچی روح کے ساتھ درویشی سادگی اور قناعت سے اپنی زندگی گزاری۔ نائیجریا سے واپسی کے بعد جامعہ احمدیہ میں پڑھاتے بھی رہے۔ احمدیہ اخبار دی ٹروتھ کے ایڈیٹر بھی تھے۔ پنجاب یونیورسٹی سے جرنلزم میں ڈپلومہ کا کورس بھی کر رکھا تھا۔ ایک دفعہ میں نے دیکھا کہ انہوں نے کالے رنگ کی ایک پرانی پتلون پہن رکھی تھی۔ جو کہ کئی جگہ سے پھٹ چکی تھی اور بھائی جان نے وہاں ایک مختلف رنگ کا بڑا سا ٹکڑا (Patch) لگا رکھا تھا۔ یہ درویش صفت شخص اس چیز سے بے نیاز تھا کہ لوگ کیا کہیں گے۔

میں جب کبھی لاہور سے ربوہ جاتا تو دروازہ پر دستک کے بعد بلند آواز سے ''حاجی احمد۔ حاجی احمد'' کہہ کر پکارتا۔ یہ سن کر بہت خوش ہوتے کہ افریقہ میں لوگ انہیں حاجی احمد کہہ کر پکارتے تھے اور ربوہ میں تم واحد شخص ہو۔ جو مجھے ''حاجی احمد'' کہہ کر بلاتے ہو۔ اس سے افریقہ کی یادیں تازہ ہو جاتی ہیں۔

جب میرے والد صاحب کی بارات قادیان سے براستہ لاہور، گوجرانوالہ پہنچی۔ تو دیگر باراتیوں کے ساتھ بھائی جان نصیر اور بھائی جان خورشید بھی شامل تھے (شیخ خورشید احمد صاحب سابق اسسٹنٹ ایڈیٹر الفضل ربوہ حال مقیم ٹورانٹو کینیڈا جو 90 برس سے زیادہ عمر کے ہو چکے ہیں اور علیل ہیں)

بھائی جان نصیر زندہ دل اور پڑھے لکھے تھے اور انتہائی سلجھی ہوئی طبیعت اور عمدہ ذوق کے مالک تھے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد اپنی فیملی کے ساتھ امریکہ چلے گئے۔ وہاں کچھ عرصہ کے بعد گلے کے کینسر جیسے جان لیوا مرض میں مبتلا رہنے کے بعد 65 سال کی عمر میں وفات پا گئے اور وہیں زمین کی چادر اوڑھ کر ہمیشہ کے لئے سو گئے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

مکرمہ نبیلہ رفیق فوزی صاحبہ

عراق کی قدیم تہذیب کی خصوصیات واثرات

حضرت نوحؑ کے سیلاب کا واقعہ آج سے پانچ ہزار سال قبل یعنی تقریباً تین ہزار سال قبل مسیح رونما ہوا سیلاب کے بعد حضرت نوحؑ کے تینوں بیٹوں، سام، حام، اور یافث کے ذریعے دنیا میں موجود نسلوں کا آغاز ہوا۔ موجودہ عرب قومیں سام کی اولاد میں سے ہیں، سیاہ فام نسل کی قومیں، یعنی حبشی افریقی، اور ملکِ ہند اور سندھ کے قدیم باشندے، حضرت نوحؑ کے بیٹے حام کی نسل سے ہیں اس کے علاوہ دیگر، سرخ وسفید نسل کی قومیں یوروپی لوگ، حضرت نوحؑ کے بیٹے یافث کی اولاد سے ہیں سامی نسل کے لوگ دجلہ اور فرات کی وادیوں میں آباد ہوئے۔ عراق کے شمالی علاقے، اکاد، میں پروان چڑھنے والی، قدیم قوموں میں آسیرین وبابیلین لوگ آج کی تاریخ کا حصہ ہیں ان قدیم قوموں کے علاوہ ایک اور قوم 'سومیری' نام سے پہچانی جاتی ہے۔ جس کا مسکن اگرچہ عراق کا جنوبی علاقہ ہے، مگر اپنی نسل اور زبان کے اعتبار سے سامی نسل سے کوئی علاقہ نہیں رکھتی۔ اس نسل کا ارتقاء حضرت نوحؑ سے بھی 500 سال قبل بتایا جاتا ہے۔

اب تک دریافت ہونے والے کھنڈرات کی وجہ سے ماہرین اسے دُنیا کی قدیم ترین تہذیب کہتے ہیں۔ جس کی شناخت سمیری زبان اور میخی رسم الخط سے ہوئی ہے، جو کہ آج تک محفوظ چلی آتی ہے اس تہذیب کی زبان انڈو۔ یوروپی زبانوں کے خاندان سے قطعی مختلف ہے۔ بلکہ اس میں کسی قدر، تورانی، فنش اور ھنگری زبانوں کا رنگ پایا جاتا ہے اور جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ فینو ھنگیرین زبان کا خاندان، انڈو۔ یوروپی زبان کے خاندان سے قطعی مختلف ہے۔ اس کے ساتھ توران اس لئے ہے کہ، پان تورانی، تحریک کے دوران، فن لینڈ اور ھنگری نے توران کے ساتھ اپنے تعلق کو تسلیم کر لیا تھا، اصل میں، توران، سے مراد وہ قوم یا ایسی زبان بولنے والی قوم ہے جس میں قدیم ترکی یا ایرانی رنگ پایا جاتا ہو۔

زبانوں کے اس باہمی تعلق، ان کے ماخذ اور عراق کی قدیمیت کے بارہ میں حضرت مسیح موعود اپنی کتاب منن الرحمٰن میں فرماتے ہیں۔

اصل توریت عبرانی کتاب پیدائش آیت ایک میں یہ عبارت ہے، (یہی خل ہارص شفتہ آحت وو بریم۔ آحدیم۔ یعنی، اور تھی تمام زمین ہونٹ ایک اور باتیں یکساں۔ واضح ہو کہ اس تمام زمین سے مراد صرف بابل کی زمین نہیں ہوسکتی جو سغار کے نام سے موسوم ہے، پس آیت مذکورہ کا مطلب یہ ہے کہ تمام وہ قومیں جو زمین میں رہتی تھیں۔ ان کی ایک ہی زبان تھی، اُس وقت تک کہ ان میں ایک گروہ اُن میں سے بابل نہیں پہنچا تھا۔ پھر بابل میں پہنچنے کے بعد خدا تعالیٰ نے ان کی زبانیں متفرق کر دیں اور زبانوں میں اختلاف یوں ڈالا۔ ابن حنیف اپنی کتاب" دنیا کا قدیم ادب" میں لکھتے ہیں تاریخی لحاظ سے عراق کو تین حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے، یعنی شمالی، وسطی، اور جنوبی عراق، تاریخی ادوار میں ان تینوں میں سے شمالی کو، اشور، وسطی کو اکاد اور جنوبی کو اکاد کہا جاتا تھا۔ عراق کا جو علاقہ بعد میں ملک بابل کہلایا۔ اس سے قبل وہ سیاسی لحاظ سے شمال میں اکاد، اور جنوب میں سومیر نامی دو ریاستوں پر مشتمل تھا عراقی تاریخ کے طویل دور میں وہاں باہر سے بھی آکر مختلف اقوام آباد ہوتی رہیں گویا یہ ملک ازمنہ قدیم میں متعدد ایسی اقوام کا مسکن رہا ہے۔ جو تاریخ کے اوراق پر اپنے انمٹ نقوش ثبت کر گئی ہے۔

ان اقوام میں سومیری، سامی، غیر سامی، اکادی، بابلی، اور اشوری شامل تھیں۔ سومیری تہذیب کا آغاز آج سے ساڑھے پانچ ہزار برس پہلے ہوا تھا، ماہرین کا کہنا ہے کہ، جنوبی عراق کی یہ تہذیب تاریخی دور سے بھی پہلے شروع ہوکر اپنی عروج کی انتہا تک پہنچی، اور تقریباً تین ہزار برس تک تمام دنیا پر اپنی عقل وحکمت کے آثار ڈالتی رہی اور اتفاق کی بات یہ ہے کہ وہ تمام علاقے جو پرانی عراقی تہذیب کے حامل بنے وہ سب دجلہ فرات کے قرب وجوار میں ہی آباد تھے، دریا کے نواح میں ہونے کی وجہ سے یہ علاقے اکثر سیلاب اور طوفان کی زد میں رہتے تھے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بار بار اُجڑنے اور بسنے کے خوف سے اور سیلاب وافتاد سے بچنے کے لئے، اُنہوں نے مختلف طریقے اور ذرائع نکال لئے تھے، مثلاً شہروں کا بے شمار پھیلاؤ۔ باغات کی کاشت، علمی میدان میں سوجھ بوجھ اور ترقی، لہٰذا یہ تمام طریقے کار اور ذرائع بار بار کے طوفان کو روکنے اور سیلابوں پر بند باندھنے کیلئے بہت مؤثر ثابت ہوئے۔ جنوبی عراق کا یہ خطہ جو اپنی تہذیبی بالادستی کی وجہ سے باقی عراق کے تمام علاقوں پر اثر انداز تھا۔ سیاسی لحاظ سے بھی مکمل بالادستی رکھتا تھا، اس خطے اور اس میں بسنے والی قوم کو 4000 قبل مسیح سے لے کر 2000 قبل مسیح تک سیاسی بالادستی رہی، گو کہ بیرونی حملہ آور ہر طرف اس علاقے کی اُکھاڑ پچھاڑ میں رہے۔ مگر پھر بھی تہذیب کی ترقی میں فرق نہ آیا۔ آخر کار ایک لمبا عرصہ مسلسل ترقیات اور سیاسی بالادستیوں کے بعد اس خطے اور اس قوم کا زوال بابل کے تیسرے خاندان کے زوال کے ساتھ شروع ہوگیا۔

کھدائی کے دوران جب سومیری علاقوں میں، انسانی ڈھانچے اور کھوپڑیاں دریافت ہوئیں۔ تو ماہرین کی رائے میں وہ آرمینیائی اور بحیرہ روم کی نسلوں کے مرکب نکلے۔

بہت سے سکالر اس بات پر متفق ہیں کہ باقی کی دنیائے قدیم نے سومیریوں سے ہی فنِ تحریر کا خیال اپنایا تھا۔

جنوبی عراق کے ایک اہم ترین شہر (انوگ) سے اس زمانہ کے رسم الخط کے جو نمونے ملے ہیں، وہ تا حال دنیا میں سب سے قدیم معلوم نوشتے ہیں، اب تک کھنڈرات کی مدد سے جو ماہرین نے دریافت کئے ہیں۔ ان میں سے اس تہذیب کے صدیوں پرانی تصویری تحریرات ڈھونڈ نکالی ہیں، جس سے یہ بات واضح ہے کہ دُنیا میں سب سے پہلے اس قوم نے تصویرات کی مدد سے اپنے خیالات کو زبان دی۔ کچھ عرصہ قبل جنوبی عراق کے ایک قدیم تباہ شدہ شہر جو کھنڈر بن چکا ہے۔ کی دریافت سے تقریباً ساڑھے چار ہزار برس پرانی تختیوں پر لکھا ہوا ادب دریافت ہوا ہے۔

عراق کی گزشتہ حالت کے بارہ میں مصنف جُرجی زیدان۔ تاریخ تمدنِ اسلام میں لکھتے ہیں۔

اصطخری نے شہر بصرہ کی ایسی حالت بیان کی ہے، جس کا مطالعہ کرنے سے عقل چکرا جاتی ہے۔ وہ عبارت کچھ یوں ہے:۔

بصرہ ایک بہت بڑا شہر تھا جو اہلِ عجم کے زمانہ میں نہ تھا اُسے صرف اہلِ عرب نے آباد کیا۔ یہاں کنوئیں وغیرہ کا پانی نہیں ملتا تھا۔ بلکہ یہاں نہریں ہی نہریں ہیں۔ بعض اہل اخبار نے لکھا ہے کہ بلال بن ابی بردہ کے زمانہ میں، بصرہ کی نہروں کا شمار کیا گیا تو ایک لاکھ بیس ہزار سے زیادہ نہریں گننے میں آئیں تھیں جن میں چھوٹی چھوٹی کشتیاں چلا کرتی تھیں۔ وہ مزید لکھتے ہیں کہ مجھے اس مذکورہ تعداد کے سچ ماننے میں کلام تھا۔ یہاں تک کہ میں خود ان مقامات کو جا کر دیکھا۔ بعض جگہوں پر صرف ایک تیر کی مسافت میں کئی چھوٹی چھوٹی کشتیاں چلتی تھیں اور ہر ایک نہر کا نام بھی تھا، جو یا تو اپنے کھدوانے والے کی طرف منسوب ہوتی تھیں یا اس سمت کی جانب جدھر کو بہہ کر وہ گرتی تھیں۔ یہ حالت تو بصرہ کی تھی۔ اب بغداد کی طرف توجہ کریں۔ جو کہ دارالخلافہ اور دارالسلام تھا۔ اس کی حالت کا بھی اصطخری نے الفاظ میں خاکہ کھینچا ہے۔ جیسا کہ خود اس نے اپنے زمانہ یعنی ہجری کی چوتھی صدی میں معائنہ کیا تھا وہ لکھتا ہے۔

"دارالخلافت کے محلات اور باغات بغداد سے نہر بین کی طرف، ایک قطار میں دو فرسخ تک برابر چلے گئے ہیں حتیٰ کہ نہر بین پر جا کر وہاں سے دریائے دجلہ کے کنارے سے اوپر کو ہو جاتی ہے۔ اور پھر سماسیہ کی طرف جو تقریباً پانچ میل کے فاصلے پر ہے، دارالخلافہ سے جا ملتی ہیں۔ اس کے بعد وہ کہتا ہے۔ کہ بغداد کوفہ (یا دجلہ فرات) کے درمیان بڑی گنجان آبادی ہے۔ جس میں کچھ تمیز نہیں ہوتی اور دریائے فرات سے پھوٹ پھوٹ کر بہت سی نہریں اس کی طرف آتی ہیں اور سیراب کرتی ہیں۔

یہاں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ اصطخری نے بصرہ اور بغداد میں جو کچھ دیکھا وہ سومیری قوم کی تہذیب کے ہی آئینے میں نظر آتا ہے۔ کیونکہ آبپاشی، زراعت، نہروں اور باغات کا سلسلہ سومیری قوم کی تہذیب فن اور معیشت میں بہت بڑا کردار ادا کرتے تھے، جنوبی عراق کی جو حالت اصطخری کے زمانہ میں تھی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پہلے زمانہ میں بھی ان علاقوں کا یہی حال ہوگا۔

سومیری زبان کی دریافت

آئرلینڈ کے ایک ماہر لسانیات EDWARD Hinks نے 1850ء میں پہلی بار یہ دعوٰی کیا کہ میخی یعنی cuneiform رسم الخط جسے اب تک سامی قوم کی ایجاد سمجھا جاتا تھا، یہ ان کی نہیں بلکہ اس کے موجد تو غیر سامی النسل کے وہ لوگ ہیں جو جنوبی عراق میں سامی قوم سے پہلے آباد تھے۔ بعد میں اس خیال کی تصدیق کرنے کو ایک انگریز فوجی نے بہت طویل اور کٹھن مہم سر کی آخر کار اس میں کامیاب ہوا اور دنیا کے سامنے اس خیال کی شہادت پیش کر دی۔

ایک انگریز فوجی رالنسن ایران میں متعین انگریز فوج میں ملازم تھا۔ زبانوں کا ترجمہ کرنا اس کا ذاتی مشغلہ تھا۔ لہٰذا ایران میں فارغ اوقات کے دوران اس نے کچھ قدیم زبانوں میں صدیوں پرانے لکھے ہوئے کتبوں کو پڑھ کر تراجم کرنے کی کوشش کی۔ ان میں سے ایک تحریر اس کی اصل شہرت کا باعث بنی جو ہمدان کے قریب کوہِ انوند پر ایک بے ستون کے بہت بڑے پتھر پر لکھی ہوئی ہے۔ شہنشاہ دارا اول نے یہ تحریر یا اسے کتبہ کہہ لیں 516 قبل مسیح میں کندہ کروایا تھا دراصل یہ کتبہ جو ایک چھوٹی سی چٹان کی مانند ہے اور اپنی ذات میں عجوبہ ہے۔ بادشاہ کی خواہش تھی کہ یہ مجسمہ اس انداز سے بنا کر پہاڑ پر ٹکایا جائے جہاں وہ انسانی ہاتھوں اور دوسرے مضرات سے محفوظ رہ سکے۔ بادشاہ کی ہی خواہش کے مطابق اس پر تین زبانوں کی تحریرات لکھی گئیں۔ لہٰذا اس کام کے لئے ایک پہاڑ کی چٹان پر 1200 مربع فٹ کا ایک قطعہ تیار کروایا گیا کتبہ تیار ہونے کے بعد اس کے نیچے کی چٹان کے حصے کو کاٹ کر بالکل عمودی بنا دیا گیا۔ دیکھنے میں یہ کتبہ زمین سے سینکڑوں فٹ بلند ایک عمودی چٹان نظر آتا ہے۔ ہم سوچ سکتے ہیں پہاڑ کی چوٹی پر اس طریق سے نصب شدہ کتبے کی تحریرات سینکڑوں برس بعد نقل کرنا کتنا کٹھن کام ہوگا۔ مگر وہ انگریز فوجی (رالنسن) اپنی دُھن کا پکا نکلا، اس نے اپنی جان ہزار مشکلوں میں ڈال کر، کبھی مچان بنا کر تو کبھی رسے سے لٹک لٹک کر، اپنی زندگی کو داؤ پر لگایا، اور دو برسوں کی خطرناک محنت کے بعد یہ مہم بہت حد تک سر کرنے میں کامیاب ہوگیا۔ 1835ء میں اس نے یہ کام شروع کیا اور 1837ء تک دو سو سطریں نقل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اب اگلا مرحلہ ان کو پڑھنے اور سمجھنے کا تھا۔

لہٰذا اس کام کیلئے اس نے کلاسیکی دور کے مصنفین اور قرونِ وسطیٰ کے ماہر ارضیات کی مدد لی اور ان کے تعاون سے ان سطروں کو کئی مقامات سے پڑھنے میں کامیاب ہوگیا، یورپ کے دوسرے ماہرین کی میخی (CUNEIFORM) رسم الخط کے بارہ میں کی گئی تحقیقات سامنے رکھ کر آخر کار دو سو کی دو سو سطریں پڑھنے میں کامیاب ہوگیا۔

ان کو پڑھنے کے بعد 1844ء میں وہ دوبارہ باقی ماندہ تحریر نقل کرنے چل پڑا، آخرکار 1848ء تک اس ماہر لسانیات نے اس کتبے کی تینوں زبانوں کی نقول اور ترجمہ تیار کر کے ROYAL ASIATIC SOCIETY کو بھجوادیا۔

اس تحقیق سے ماہرین کے سامنے یہ بات واضح ہوگئی کہ اب تک تمام وہ نشانات جو اہلِ علم، ماہرِ لسانیات، اور ماہر آثارِ قدیمہ اور کھنڈرات کی مدد اور محنت سے حاصل ہوچکے ہیں ان سب کی روشنی میں عراق کی بہت قدیم ترین قوم اور تہذیب کے بارہ میں ایک مکمل تصویر اُبھر کر سامنے آگئی۔

جو کچھ اس طرح تھی کہ جنوبی عراق میں بسنے والی قدیم ترین قوم کا نام سومیر تھا۔

17 جنوری 1869ء کا دن قدیم اقوام کے لئے بہت اہمیت رکھتا ہے۔ جہاں ایک علمی نشست میں جیولس اوپٹ نے انکشاف کیا کہ سامیوں قبل عراق میں ایک 'سومیری' نام کی قوم آباد تھی۔

سومیری قوم کی اہم خصوصیات

قدیم عراق کی کھدائی سے دریافت ہونے والی ان تحریرات سے سومیری قوم کی چند ایک ممتاز خصوصیات ہمارے سامنے آئی ہیں۔ مثلاً میخی یا پیکانی طرزِ تحریر کے موجد تھے۔

اُنہوں نے وسیع پیمانے پر ایک بہت ترقی یافتہ ادب تخلیق کیا۔

رزمیہ کہانیاں، اساطیر، نوحے، اقوال حکمت ودانشمندی، کہاوتیں الف لیلوی افسانے، یہ تمام ادب سومیری قوم کا ہی رہین منت ہے۔

پروفیسر سیموئل این کریمر کہتا ہے، کہ آج کی تہذیب کے متعدد اہم خدوخال کے سوتے سومیری قوم اور سومیر سے ہی پھوٹے تھے۔ آج کا فلاسفر ہو یا استاد، مورخ ہو یا شاعر قانون دان ہو یا مصلح، مدبر ہو یا سیاست دان، ماہر تعمیر ہو یا سنگتراش، مجسمہ ساز ہوں یا پیکر تراش۔ کسی نہ کسی طرح ہر کسی نے سومیری تہذیب کا اثر ضرور لیا ہے۔

اس کھدائی کے عمل کے دوران ایک قدیم شہر "اُر" نام کا نکلا جو کہ حضرت ابراہیمؑ کی جائے پیدائش بتائی جاتی ہے۔ اس شہر کی کھدائی سے، شاہی لوگوں کی قبروں سے، بربط اور چنگ بنے ہوئے دریافت ہوئے، کھنڈرات سے مٹی کی ہزارہا الواح ملی ہیں۔ جن پر مختلف نوعیت اور موضوعات پر فنی عبارتیں لکھی ہوئی تھیں۔ ان کو دیکھ کر لکھنے کا طریق کچھ اس طرح سمجھ آتا ہے کہ۔ چکنی مٹی سے تختی بنالی جاتی ہوگی، پھر گیلی گیلی تختی پر قلم سے لکھ دیا جاتا ہوگا اور بعد میں تختی کو آگ میں پکا کر، تختی اور تحریر کو محفوظ اور مضبوط بنا دیا جاتا ہے، کچھ عرصہ قبل تک ماہرینِ آثارِ قدیمہ کی محنت شاقہ سے نکالی ہوئی الواح میں سے استنبول اور فلاڈلفیا کی یونیورسٹیوں کے عجائب گھروں میں دوہزار سے زائد الواح ترجمے کا انتظار کررہی ہیں۔

1961ء تک صرف پانچ سو الواح ترجمے کے لئے پڑی ہیں۔ ان تراجم کو پڑھ کر ماہرین لسانیات کی رائے ہے کہ عراق کا ادب، دنیا کا سب سے قدیم ادب ہے، اور ان کی تحریرات، خیالات اور نظریات دنیا کے قدیم ترین ہیں۔

ان کی تحریرات اور کھنڈرات سے اس قوم کی بہت سی ایجادات کا بھی علم ہوا ہے۔

سومیری قوم کی ایجادات، کمہار کا چاک، گاڑی کا پہیہ، کاشت کاری کا ہل، بادبانی کشتی، محراب، ڈاٹ، گنبد جواہر تراشی، کیل کی جڑائی، دھات کا ٹانکا، کندہ کاری، اور مرصع کاری بھی اس قوم نے شروع کی تھی، ان کے کھنڈرات سے اینٹیں بنانے والا سانچہ بھی دریافت ہوا ہے۔ جس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ یہ قوم عمارتیں بنانے کی بہت شوقین تھی۔ چار ہزار برس پرانی تختیوں کی تحریر سے ترجمہ کرنے کے بعد یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ ان تحریرات میں زرگر، جواہر تراش، لوہار، چرم ساز، کپڑا صاف کرنے والے اور ٹوکری بنانے والے کا ذکر موجود ہے۔

بابلی تحریک کا اثر

حضرت مصلح موعود سورہ الشعراء کی تفسیر بیان کرتے ہوئے بابل میں بسنے والی اقوام کے خواص اور دوسری دُنیا پر ان کے تمدن کے پڑنے والے اثر کے بارہ میں فرماتے ہیں۔

جس طرح آرین، رومن اور ایرانی ثقافت نے متمدن دنیا پر ایک گہرا اثر ڈالا اور سابق نظاموں کی جگہ ایک نیا نظام قائم کردیا اسی طرح بابلی تحریک جس کے بانی قوم عاد سے تعلق رکھنے والے تھے اس نے بھی دنیا کے کلچر اور تہذیب پر نہایت گہرا اثر ڈالا اور گو اس تحریک کے بانی کچھ عرصہ بعد سیاسی طور پر اپنی حکومت کو کھو بیٹھے اور اس کی جگہ دوسری اقوام نے لے لی۔

مگر ان کو شکست دینے والے ان کے فلسفہ سے آزاد نہ ہوسکے۔ یہ تحریک چونکہ انتہائی قدیم تحریک ہے اس لئے موجودہ زمانہ میں اس کے آثار بہت کم ملتے ہیں لیکن جتنے آثار بھی ملتے ہیں وہ قرآنی بیانات کی صداقت اور اس کی عظمت کو روشن کردیتے ہیں۔

(تفسیر کبیر جلد 7 صفحہ 223)

عراق کا تابناک ماضی

الغرض گزشتہ کئی صدیوں سے، یہ سرزمین یعنی عراق دُنیا میں خوبصورتی، علم وفضل حکمت و دانشمندی ہوش رُبا طلسماتی محلات کی آرائش و زیبائش، شعرو سخن، الف لیلوی قصے۔ کوہ قاف کے حیرت کدے۔ بابل کے باغات اور دیگر مختلف قسم کے حسن و جمال کا گہوارہ رہی ہے۔ اسی سرزمین نے دُنیا کے سامنے انواع واقسام کے معاشی وسماجی، تہذیبی، ثقافتی اور علمی مناظر رکھے ہیں۔

حالانکہ عراق ایک ایسی سرزمین گنی جاتی ہے جس کی شان وشوکت تباہ برباد کرنے کے لئے بار بار مختلف اقسام کے طوفان ان پر نازل ہوئے۔ بغداد (عروس البلاد) کی لائبریریاں جو علم وفضل کی نادر کتابوں سے پُر تھیں۔ جن سے مغرب ومشرق سے آنے والے اپنے علم کی پیاس بجھاتے۔ مگر بغداد کے ساتھ ساتھ بہنے والے دجلہ و فرات جس کی فرحت بخش ہوائیں عراق کے طول وعرض کو معطر کئے رکھتی تھیں۔ مگر بیرونی دُنیا سے اس کی یہ تابناکی دیکھی نہ گئی اور وہ علم حاصل کرنے والے نہیں بلکہ، اس کے کتب خانے جلانے کے لئے حملہ آور بن کر آئے، اور اس حسین ملک کو بار بار تہس نہس کردیا۔ منگولیا سے آنے والے ہلاکو اور چنگیز خان نے یہی کتب خانے جلا کر راکھ کردئے، اور ان کی راکھ سے ان عظیم اور قدیم دریاؤں کا پانی اپنے شہر کی تقدیر کی طرح سیاہ ہوگیا۔

بلند و بالا عمارتیں بنانے والی قوم کی کھوپڑیوں سے مینار بنائے گئے۔ بار بار اس قوم کے ساتھ اس قسم کا سلوک ہوتا ہے۔ مگر کچھ ہی عرصہ بعد سینہ بہ سینہ چلنے والی، صلاحیتوں اور خداداد استعدادوں کے اثرات اس خون آلود مٹی کو پھر زرخیز کردیتے ہیں۔ یہ مسئلہ سوچ طلب ہے کہ، قدرت نے اس خطے میں کوئی خاص بات ضرور رکھ چھوڑی ہے، کہ دور ونزدیک کے ممالک کی نظریں اس کی ترقی پر لگی رہتی ہیں۔ یہاں ترقی ہورہی ہو یا نہ، مگر باہر کی دُنیا کے دلوں پر اس کے تابناک ماضی کا ایسا رُعب ودبدبہ بیٹھا ہوا ہے کہ گھبرا گھبرا کر اس کی جاسوسی کرتی اور پلٹ پلٹ کر حملے کرتی، اور ڈھونڈ ڈھونڈ کر کھوج نکالتی اور نا کردہ جرائم کو اشتہار بنا بنا کر افسانے گھڑتی ہے، آخر کوئی نہ کوئی جادو اس کوہ قاف کی سرزمین میں ضرور غیر قوموں کے لئے ایک سوال بنا ہوا ہے۔

شجر سے جو رہے وابستہ وہ، پھل دار ہوجائے
جو کٹ کر گر گیا بے دست وپا بیکار ہوجائے
خلافت سے عقیدت کی جو رسم و راہ رکھتا ہے
نہیں ممکن وہ خالی ہاتھ، یا نادار ہوجائے
میرے دامن میں ڈھیروں پھول، برکاتِ خلافت کے
یہ وہ دامن نہیں اُلجھے، اُلجھ کر تار ہوجائے
کوئی سجدہ میں گر کر رو رہا ہے، گڑگڑاتا ہے
خدایا آدمی کو آدمی سے پیار ہوجائے
بہت طوفان ہے یہ، کشتیٔ نوح کا کھویا ہے
خدایا احمدیت کا سفینہ پار ہوجائے
بچایا جائے گا وہ، جو بھی اس کشتی میں آئے گا
جسے ہمراہ چلنا ہو، ابھی تیار ہوجائے
جو ہم کو آزماتے، طنز کے نشتر چبھوتے ہیں
ہماری خامشی ان کیلئے، گفتار ہوجائے

مسکرانا ہماری فطرت ہے

دن مسافت ہے شب مسافت ہے
جاودانی تو بس خلافت ہے
ہم تو جاہل تھے ہم تو مردے تھے
یہ خلافت کی سب کرامت ہے
جس کو چاہے یہ معتبر کر دے
اس کے ہاتھوں میں سب حکومت ہے
اس کی برکت سے ہم فقیروں کی
بادشاہوں پہ بادشاہت ہے
پھول چہرے پہ جاں فدا اپنی
پھول چہرہ ہی اس کی زینت ہے
ایک سے بڑھ کے ایک شہزادہ!
ایک سے بڑھ کے ایک رحمت ہے
ہم ہیں نورِ نظر، عدو مردہ
اپنی اپنی ہی سب کی قسمت ہے
آ دلوں سے نکال کر تو دِکھا
آ کچھ ایسا تو کر جو ہمت ہے
جسم کو چیر دے تو بسم اللہ!
زندگی موت کی امانت ہے
کربلائیں ہزار دیکھی ہیں
مسکرانا ہماری فطرت ہے
گالیاں سن کے دے رہے ہیں دعا
اک مسیحا کی یہ نصیحت ہے

محمد مقصود احمد منیبؔ

بقیہ صفحہ 4 آخری تحریر

نظرِ غور سے ہماری کتاب منارۃ المسیح کو پڑھو تا تم کو ظاہر ہو کہ یہ انجیل جواب نصارا کے ہاتھوں میں دیکھی جارہی ہے۔ وہی انجیل ہے جس پر تم با اتباع قرآن ایمان رکھتے ہو۔

اس تحریر سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ چراغ الدین کسی قیمت پر بھی پادریوں کو ناراض نہیں کرنا چاہتا تھا اور ان کو خوش کرنے کے لئے ہر قسم کی مداہنت سے کام لے رہا تھا اور دوسری طرف اس شخص نے حضرت مسیح موعود کے خلاف بدزبانی کی انتہا کی ہوئی تھی۔ لیکن چونکہ اس نے اپنی اس کتاب میں تقول سے کام لے کر اپنی پیشگوئی کو خدا کی طرف سے منسوب کیا تھا اور مباہلہ کی طرز پر دعا کی تھی اس لئے خداتعالیٰ کی گرفت نے اسے بہت جلد آن لیا اور وہ کتاب کی اشاعت کے دوران ہی اپنے انجام کو پہنچ گیا۔

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر / امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

تقریب آمین

مکرم جری اللہ راشد صاحب مربی سلسلہ نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ تحریر کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے خاکسار کے بیٹے عزیزم وجیہ اللہ راشد نے بعمر ساڑھے چھ سال قرآن کریم کا پہلا دور مکمل کر لیا ہے۔ مورخہ 22 ستمبر 2009ء کو تقریب آمین منعقد کی گئی۔ مکرم حمید اللہ ظفر صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ غانا نے دعا کروائی۔ موصوف مکرم مولانا عبدالسلام طاہر صاحب مرحوم کا پوتا اور مکرم تنویر احمد صاحب ربوہ کا نواسہ ہے۔ تمام احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیزم کو قرآنی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور اپنے فضلوں سے نوازے۔ آمین

تقریب آمین

مکرم عبدالجبار صاحب سیکیورٹی گارڈ بیت الذکر اوکاڑہ شہر اطلاع دیتے ہیں۔

میری نواسی الماس عدیل بنت مکرم سید عدیل منظر صاحب مرغزار پیکو کالونی اعوان ٹاؤن لاہور نے بعمر ساڑھے آٹھ سال قرآن کریم کا پہلا دور مکمل کر لیا ہے۔ مورخہ 14 اگست 2009ء کو گھر پر ہی تقریب آمین منعقد کی گئی۔ اور اجتماعی دعا ہوئی۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بچی کو دینی اور دنیاوی علم سے مالا مال کرے۔ آمین

درخواست دعا

مکرم عبدالمنعم کڑک صاحب صدر حلقہ جنوبی چھاؤنی لاہور تحریر کرتے ہیں۔

میری ہمشیرہ محترمہ کرنل ڈاکٹر طاہرہ مزمل امریکہ کو بریسٹ کینسر کی تکلیف ہے اور ان کا آپریشن بھی ہو چکا ہے مگر ابھی بھی کچھ پیچیدگیاں باقی ہیں۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل و رحم کے ساتھ انہیں صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

مکرم اظہر احمد صاحب لنگاہ پنڈ دادن خان تحریر کرتے ہیں۔

میرے ہم زلف مکرم جاوید اقبال صاحب لندن کچھ عرصہ سے معدہ و جگر کے عارضہ میں مبتلا ہیں۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر قسم کی پیچیدگیوں سے بچائے اور انہیں صحت والی فعال زندگی عطا کرے۔ آمین

مکرم رائے محمد زاہد بھٹی صاحب سیکرٹری تحریک جدید دارالفتوح شرقی ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی بیٹی غزالہ تحریم زاہد کچھ عرصہ سے بیمار ہے اس کی مکمل صحت یابی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

سانحہ ارتحال

مکرم رشید احمد بھٹی صاحب سابق سیکرٹری تحریک جدید ناصر آباد شرقی تحریر کرتے ہیں۔

میرے بڑے بھائی مکرم بشیر احمد صاحب بھٹی ابن مکرم چوہدری نور ماہی صاحب بھٹی نصیر آباد سلطان ربوہ بعمر 80 سال چند یوم بیمار رہ کر مورخہ 26 ستمبر 2009ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ مرحوم کی نماز جنازہ مورخہ 28 ستمبر 2009ء کو بعد نماز عصر بیت المہدی میں ہوئی۔ قبرستان عام میں تدفین کے بعد مکرم عاصم رشید صاحب صدر محلہ نصیر آباد سلطان نے دعا کرائی۔ مرحوم بڑا ہونے کے ناطے سارے خاندان سے بہت ہی پیار اور شفقت کا سلوک فرماتے رہے۔ خلافت سے بہت اخلاص و وفا کا تعلق رکھا اور یہی تلقین سب اولاد اور تعلق رکھنے والوں کو کرتے رہے۔ خودداری، محنت اور جفاکشی مرحوم کے خاص اوصاف تھے۔ مرحوم کے پسماندگان میں مکرم سلیم احمد صاحب بھٹی ربوہ، مکرم فہیم احمد صاحب بھٹی جرمنی، مکرم نسیم احمد صاحب بھٹی ربوہ، مکرمہ نصرت ذاکرہ صاحبہ جرمنی، مکرمہ مسرت رحمٰن صاحبہ جرمنی، مکرمہ نازیہ شکیل صاحبہ کراچی اور مکرمہ راشدہ رضوان صاحبہ لاہور شامل ہیں۔ سب بچے شادی شدہ ہیں اور خدا کے فضل سے اپنے اپنے گھروں میں خوشحال زندگی گزار رہے ہیں۔ مرحوم کی تدفین اور جنازہ کے وقت سب بچے شامل ہو گئے تھے۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور ان کی سب اولاد کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

خاکسار ان تمام عزیز و اقارب اور دوست احباب کا شکر گزار ہے جنہوں نے بذریعہ فون یا خود شامل ہو کر ہماری دلجوئی فرمائی۔

سانحہ ارتحال

مکرم مرزا آصف جاوید صاحب مانٹریال کینیڈا تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی اہلیہ مکرمہ نسرین اختر صاحبہ مورخہ 21 ستمبر 2009ء کو مانٹریال کینیڈا میں وفات پا گئیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ ان کا جسد خاکی خاکسار ربوہ لے کر آیا۔ جہاں 27 ستمبر کو بعد نماز عصر بیت مبارک میں مکرم حافظ مظفر احمد صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد مقامی نے نماز جنازہ پڑھائی۔ بہشتی مقبرہ میں تدفین کے بعد مکرم راجہ نصیر احمد صاحب ناظر رشتہ ناطہ نے دعا کروائی۔ مرحومہ نیک مخلص اور دعا گو خاتون تھیں۔ لجنہ کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتیں۔ نگران حلقہ تھیں۔ غرباء اور مستحقین کی خاموشی سے امداد کرتیں۔ آپ نے آٹھ سال کی بیماری کا عرصہ انتہائی صبر کے ساتھ گزارا۔ مرحومہ اپنے خاندان میں اکیلی احمدی تھیں اور 1994ء میں خود بیعت کر کے احمدی ہوئی تھیں۔ احباب جماعت سے ان کی مغفرت اور درجات کی بلندی نیز پسماندگان کو صبر جمیل عطا ہونے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

بازیافتہ بٹوا

ایک عدد بٹوا جس میں کچھ نقد رقم اور دیگر قیمتی اشیاء ہیں ملا ہے۔ جس کسی کا ہو نشانی بتا کر دفتر صدر عمومی سے حاصل کر لیں۔

(جنرل سیکرٹری لوکل انجمن احمدیہ ربوہ)

پیدائش سے وفات تک صفائی کی اہمیت

صفائی کی اہمیت کا بیان انسان کی پیدائش سے شروع ہو کر اس کی وفات کے بعد اس کی تکفین و تدفین تک چلتا ہے۔

☆ بچے کی پیدائش کے فوراً بعد اس کو غسل دیا جاتا ہے جس سے گندگی اور آلائش سے پاکیزگی حاصل ہوتی ہے پھر بچے کو گھٹی دے دی جاتی ہے اس سے پیٹ کی صفائی ہو جاتی ہے۔

☆ بچے کے کان میں اذان دینے کا حکم ہے یہ بچے کی دماغی ارتقاء کی شروعات ہیں سائنس نے ثابت کر دیا ہے کہ بچے کے کان میں پڑنے والی سب سے پہلی آواز اس کے لاشعور میں ہمیشہ زندہ رہتی ہے۔

☆ بچے کو ماں کا دودھ پلانے کا حکم ہے۔ اس سے بھی بچے کے پیٹ کی صفائی کسی بھی اور دودھ کی نسبت زیادہ اچھی طرح ہوتی ہے ماں کے دودھ کے شروع کے چند قطرے انتہائی اہمیت کے حامل ہوتے ہیں اور بچے کے پیٹ کے لئے اکسیر کا حکم رکھتے ہیں۔

☆ بال اتروانے کا حکم ہے اگر یہ بال نہ اتروائے جائیں تو گندگی اور کند ذہنی سے بچے کا واسطہ ساری عمر کا ہو جاتا ہے۔

☆ ختنہ کروانے کا حکم ہے۔ جو قومیں ختنہ نہیں کرواتی تھیں مثلاً ہندو، یہودی وغیرہ ان میں ایک خاص بیماری بڑے ہونے پر ہو جاتی ہے جو سائنس نے ثابت کر دیا ہے۔

☆ جب بچہ سکول جانے کی عمر کا ہو جاتا ہے تو روزانہ نہانا، دانت صاف کرنا، ناخن کٹوانا، صاف ستھرا لباس پہننا، دوڑنا بھاگنا، ورزش کرنا یہ سب لوازمات بچے کو ایک صحت مند معاشرہ کا ایک صحت مند انسان بناتے ہیں۔

سائنس میں یہ سب باتیں وقت کے ساتھ ساتھ شامل ہوئی ہیں لیکن دین حق نے بچے کو سات سال کی عمر میں نماز کی پابندی کا درس دے کر اور آج سے ہزاروں سال پہلے وضو کا طریق کار بتلا کر اور مسواک کا حکم دے کر جو طریق کار سکھلایا ہے اس میں ہاتھ منہ ناک، کان، دانت، آنکھ اور پاؤں کی صفائی آ جاتی ہے۔ اور بطریق احسن پانچ وقت کی نماز باجماعت ادا کرنا دنیا کی ہر ورزش سے بہتر اور افضل ہے۔

☆ اسی طرح جمعہ کی نماز پر خوشبو لگانے کا حکم ہے کیونکہ مجمع میں ایسی بعض حالتیں بعض لوگوں پر آ جاتی ہیں۔ مثلاً ڈکار۔ منہ کی بدبو، پسینہ، پیروں کی بدبو جو صفائی نہ کرنے یا کسی بیماری کے باعث ہوتی ہیں جو لوگوں کے لئے تکلیف کا باعث بن سکتی تھیں وہ خوشبو کی وجہ سے دب جاتی ہیں۔

مختلف غسلوں کا حکم ہے جس سے صفائی کی اہمیت ہوتی ہے۔

غیر ضروری بالوں سے نجات اور ضروری بالوں کو ترشوانے کا حکم ہے جس کا تصور ہمیں دین حق سے ملتا ہے۔

بعض قومیں بال نہیں ترشواتیں ان سے وابستہ شدید ترین بدبو کے لطائف اور قصے آپ نے بھی سنے ہوں گے۔ لیکن اب سائنس نے ثابت کر دیا ہے۔ ان میں بعض بیماریاں بھی پیدا ہو جاتی ہیں۔ جو مومنوں میں نہیں ہیں۔

غسل میت۔ تکفین اور میت کی جلد تدفین کا حکم بھی صفائی کی اہمیت کو ظاہر کرتا ہے۔ یہ حکم دے کر دین نے نسل انسانی پر ایک عظیم احسان کیا ہے۔ ورنہ آج دنیا میں بدبو، تعفن بیماری اور گندگی کے سوا کچھ نہ ہوتا۔

انسان کی ذاتی صفائی کے بعد گھروں محلوں شہروں سکولوں ہسپتالوں کی صفائی صحت اور معاشرہ کے حسن کے لئے اشد ضروری ہے۔ اور ان کی اہمیت اپنی جگہ واضح ہے۔ حدیث ہے کہ صفائی نصف ایمان ہے اور اگر اس حدیث پر ہمارا ایمان ہے تو صفائی سے ہم میں سے کوئی بھی ذرہ برابر روگردانی نہیں کر سکتا۔ صفائی آنکھوں کے راستے دل سے اتر کر۔ ایمان کو تقویت اور روح کو بالیدگی بخشتی ہے۔ اور روح کی صفائی کا تصور ہمیں صرف اور صرف دین حق میں ملتا ہے جس کا ایک حصہ پردہ کا حکم ہے سائنس اس ضمن میں ہم سے بہت پیچھے ہے۔ بے پردہ معاشرہ نے جس طرح کی بیماریوں سے انسان کو روشناس کرایا ہے اس میں سب سے بڑی مکروہ اور ڈراؤنی بیماری ایڈز ہے۔ جو مغربی ممالک میں وباء کی صورت اختیار کر گئی ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ دینی اصولوں کے مطابق زندگی کو صفائی سے بسر کرنے والا انسان آج کے دور کا خوش قسمت ترین انسان ہے۔

ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے پروگرام

4/اکتوبر 2009ء

12:00 am	ایم ٹی اے عالمی خبریں
12:15 am	درس حدیث
12:30 am	عربی سروس
2:30 am	ایم ٹی اے بین الاقوامی خبریں
3:15 am	جلسہ سالانہ جرمنی 2004ء
4:05 am	راہ ھدیٰ
5:35 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 2/اکتوبر 2009ء
6:00 am	ایم ٹی اے عالمی خبریں
6:30 am	تلاوت، خبریں
7:20 am	لقاء مع العرب
8:15 am	رفقائے احمد
9:00 am	ایم ٹی اے عالمی خبریں
9:25 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 2/اکتوبر 2009ء
10:30 am	فیتھ میٹرز
11:35 am	سفر بذریعہ ایم ٹی اے
12:00 pm	تلاوت، درس حدیث
1:35 pm	فیتھ میٹرز
2:40 pm	عربی سیکھئے
3:00 pm	کھانے کے بارے پروگرام
3:35 pm	دورہ حضور انور
4:00 pm	انڈونیشین سروس
5:00 pm	سپینش سروس
6:00 pm	تلاوت، درس حدیث
6:30 pm	عربی سیکھئے
7:00 pm	یسرنا القرآن
7:25 pm	بنگلہ پروگرام
8:30 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 2/اکتوبر 2009ء
9:30 pm	گلشن وقف نو
10:35 pm	فیتھ میٹرز
11:35 pm	یسرنا القرآن

5/اکتوبر 2009ء

12-00 am	ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
12-30 am	عربی سروس
2-35 am	گلشن وقف نو
3-45 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 2/اکتوبر 2009ء
4-50 am	دورہ حضور انور
5-20 am	سیرت النبی ﷺ
6-00 am	ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
6-10 am	تلاوت
6-30 am	یسرنا القرآن
7-00 am	درس حدیث
7-25 am	لقاء مع العرب
8-30 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 2/اکتوبر 2009ء
9-25 am	ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
9-35 am	کھانے کے بارے میں پروگرام
10-30 am	سوال وجواب
11-30 am	سیرت النبی ﷺ
12-00 pm	تلاوت، درس حدیث
12-40 pm	چلڈرن کلاس
1-00 pm	فرنچ ملاقات
2-15 pm	فرنچ سروس
3-15 pm	انڈونیشین سروس
4-50 pm	خلافت جوبلی مشاعرہ
5-35 pm	تلاوت، درس حدیث، خبریں
6-00 pm	طب وصحت
7-20 pm	بنگلہ پروگرام
8-20 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 3/اکتوبر 2008ء
9-10 pm	جلسہ سالانہ جرمنی 2004ء
10-10 pm	راہ ھدیٰ
11-40 pm	فرنچ سروس

6/اکتوبر 2009ء

12-00 am	ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
12-30 am	عربی سروس
1-20 am	لقاء مع العرب
3-05 am	فرنچ سروس
3-25 am	چلڈرن کلاس
4-40 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 2/اکتوبر 2009ء
5-25 am	طب وصحت
6-10 am	ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
6-20 am	تلاوت، درس حدیث، خبریں
7-35 am	لقاء مع العرب
8-40 am	ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
9-00 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 3/اکتوبر 2008ء
9-45 am	فرنچ سروس
10-45 am	طب وصحت
11-25 am	خلافت جوبلی مشاعرہ
12-00 pm	تلاوت، درس ملفوظات، خبریں
1-00 pm	گلشن وقف نو
2-15 pm	سوال وجواب
3-30 pm	ایم۔ٹی۔اے ورائٹی
4-00 pm	انڈونیشین سروس
5-00 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 3/اکتوبر 2008ء
6-00 pm	تلاوت، درس ملفوظات، خبریں
7-00 pm	یسرنا القرآن
7-25 pm	بنگلہ پروگرام
8-25 pm	لجنہ اماء اللہ یوکے اجتماع 2006ء
9-20 pm	گلشن وقف نو
10-30 pm	سوال وجواب
11-40 pm	یسرنا القرآن

7/اکتوبر 2009ء

12-00 am	ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
12-30 am	عربی سروس
1-35 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 7/اگست 2009ء
2-35 am	ایم۔ٹی۔اے بین الاقوامی خبریں
3-05 am	گلشن وقف نو
4-15 am	لجنہ اماء اللہ اجتماع یوکے
5-10 am	انتخاب سخن
6-15 am	ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
6-30 am	تلاوت
6-40 am	یسرنا القرآن
7-05 am	ایم۔ٹی۔اے بین الاقوامی خبریں
7-35 am	لقاء مع العرب
8-40 am	ایم۔ٹی۔اے ورائٹی
9-05 am	ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
9-20 am	عربی سیکھئے
9-50 am	سوال وجواب
11-05 am	لجنہ اماء اللہ اجتماع یوکے
12-05 pm	تلاوت، درس حدیث، خبریں
1-15 pm	بستان وقف نو
2-10 pm	ایم۔ٹی۔اے ورائٹی
3-25 pm	سوال وجواب
4-20 pm	انڈونیشین سروس
5-20 pm	سواحیلی مذاکرہ
6-30 pm	تلاوت
6-40 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 3/اگست 1984ء
7-40 pm	بنگلہ پروگرام
8-45 pm	جلسہ سالانہ جرمنی 2004ء
10-00 pm	بستان وقف نو
10-55 pm	سوال وجواب

خوشخبری مغل بینکوئیٹ ہال ٹینٹ سروس کی سہولت بھی دستیاب ہے
ربوہ کا جدید خوبصورت معیاری ایئر کنڈیشنڈ ہال جہاں آپ کو معیاری کھانوں اور معیاری سروس کی ضمانت دی جاتی ہے۔ نیز پکی پکائی دیگیں بھی آرڈر پر تیار کی جاتی ہیں۔
پروپرائٹر: محمد عظیم احمد مغل بینکوئیٹ ہال 3/1 فیکٹری ایریا ربوہ 047-6211412-0333-6716317

ربوہ میں طلوع وغروب 3۔اکتوبر

طلوع فجر	5:36
طلوع آفتاب	7:01
زوال آفتاب	12:57
غروب آفتاب	6:53

(بقیہ از صفحہ 1)

تفصیل کوائف: نام۔ایڈریس۔فون نمبر۔ ای میل۔ قابلیت۔تعلیمی ادارہ جہاں تدریس کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

برائے رابطہ: جنرل سیکرٹری (کالجز) مکرم طارق محمود صاحب 0301-7978414
جنرل سیکرٹری (سکولز) مکرم مجاہد احمد صاحب
0333-6719104
(پیٹرن ایسوسی ایشن آف احمدی ٹیچرز آف پاکستان)

اسامی خالی ہے
1۔ کلرک تجربہ کم از کم 5 سال
2۔ ورکر دواسازی کے لئے لیڈیز بھی درخواست دے سکتی ہیں۔
مینیجر ناصر دواخانہ گولبازار ربوہ
Ph: 047-6212434

مغل پراپرٹی آفس پروپرائٹر: عبدالہادی
مکان پلاٹ وغیرہ کی خرید وفروخت کا بااعتماد آفس
کالج روڈ دارالبرکات ربوہ
فون آفس: 047-6215171
موبائل: 0333-6706641,0333-6714012

ٹیوشن: انگلش
0334-6372030
ایڈوانسڈ ہومیوپیتھی: تعلیم/علاج
0476-212694

Hoovers World Wide Express
کوریئر اینڈ کارگو سروس کی جانب سے ریٹس میں
حیرت انگیز حد تک کمی دنیا بھر میں سامان بھجوانے کیلئے رابطہ کریں
جلسوں اور عیدین کے موقع پر خصوصی رعایتی پیکج
تیز ترین سروس کم ترین ریٹس، پک کی سہولت موجود ہے
بلال احمد انصاری، صفیان احمد انصاری
0345-4866677
0333-6708024
042-5054243
7418584
بیسمنٹ 25۔قیوم پلازہ ملتان روڈ چوبرجی لاہور
نزد احمد فیبرکس

FD-10